کی نسبت کرتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ستارے آسمانوں کے اندر ہیں یا آسمانوں سے پیوست ہیں، پس انسان وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ نیز ان کا استدلال قدیم فلاسفہ، علماء افلاک کے قول پر مبنی ہے۔ کیونکہ فلاسفہ کے ہاں چاند کا مرکز آسمان دنیا ہے۔ عطارد دوسرے آسمان میں مرتکز ہے، زہرہ تیسرے، سورج چوتھے، مریخ پانچویں، مشتری چھٹے، زحل ساتویں آسمان میں موجود ہے۔ بعض مفسّرین نے بھی قدیم فلاسفہ کا قول نقل کر کے سکوت کر لیا ہے اور ان کے معتقدات پر کسی قسم کی تنقید نہیں کی جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ستارے آسمانوں میں ہیں، ہم ان کے دلائل سے جواب دیتے ہیں کہ مذکورہ آیات میں نہ تو یہ صراحت موجود ہے کہ سورج، چاند و دیگر ستارے آسمانوں کے بیچ میں ہیں اور نہ ان کے ساتھ ملصق و پیوست ہیں۔

ہاں اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ ستارے آسمان میں ہیں اور آسمان کیلئے باعث آرائش و موجب زینت ہیں۔ سماء کا کلمہ عربی لغت میں ہر اونچی چیز کیلئے مستعمل ہوتا ہے جیسے وانزل من السماء ماءً کے ذیل میں مفسّرین نے لکھا ہے کہ سماء سے مراد بادل ہے۔ اسی طرح فلیمدد بسبب الی السماء میں بھی یہ تفسیر کی گئی ہے۔ فلیمدد بسبب الی ما فوقه من سقف ونحوه۔ اور وفی عمانی السماء میں بھی ای فی العلو سے تفسیر کی گئی ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں کئی جگہ سماء کا استعمال صرف اونچی جگہ میں کیا گیا ہے اور مفسّرین اور ماہرین لغت نے بھی متعدد مقامات میں لفظ سماء کو بلند اور مرتفع کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ بنابریں ان آیتوں کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو آسمان دنیا اور زمین کے درمیانی مدار میں لٹکا دیا ہے جیساکہ وکل فی فلک یسبحون سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چاند و سورج اپنے فلک میں تیرتے ہیں۔ سبح کے معنی تیرنا ہے، اگر چاند و سورج آسمان میں مرتکز ہوتے تو تیرنا کیسے متحقق ہو سکتا ہے۔ مفسّر ابن جریرؒ نے اپنی مشہور تفسیر میں فلک کی تعریف الشئ الدائر (گھومنے والی چیز) سے فرما کر سلف کے کئی اقوال اس کے معنی میں نقل کر دئے ہیں۔

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ مجاہدؒ نے فلک کی تشبیہ چکّی کی سے دی۔ ممکن ہے یہ درست ہو۔ حسنؒ نے فلک کی تشبیہ پن چکی سے دی ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ فلک سے موج مکفوف مراد لیا جائے یا آسمان کا قطب۔ پھر ابن جریرؒ نے تائید کے لئے عبدالرحمانؒ بن زید بن اسلم کی عبارت نقل کر دی ہے کہ فلک آسمان و زمین کے درمیان اس فضا کا نام ہے جہاں ستارے گردش کرتے ہیں اور فرمایا کہ قرآن میں جہاں بروج کا لفظ آیا ہے اس سے بھی آسمان و زمین کے درمیان اس فضا کا نام ہے جہاں ستارے گردش کرتے ہیں اور فرمایا کہ قرآن میں جہاں بروج کا لفظ آیا ہے اس سے بھی آسمان و زمین

کے درمیان جائے گردش مراد ہے۔ اسی طرح علامہ نسفیؒ نے اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں رقمطراز ہیں کہ جمہور علماء فلک سے مراد موج مکفوف لیتے ہیں، جو آسمان و زمین کے درمیان شمس و قمر اور دیگر کواکب کی جولانگاہ ہے۔ شیخ آلوسی بغدادیؒ نے بھی اپنی تفسیر روح المعانی میں فلک کی تعریف موج مکفوف سے فرماکر واضح فرما دیا ہے کہ اس تعریف پر اب کوئی اشکال باقی نہیں رہتا اور سطح قمر تک رسائی نقلی دلائل سے متعارض نہیں۔ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ سبع سموات (سات آسمانوں) اور افلاک ہم معنی نہیں، یہاں شمس و قمر کا آسمان میں ہونا ثابت ہے۔ وہاں آسمان سے مراد آسمان دنیا ہے۔ جیساکہ آیت ۱۶ تا ۱۸ سورۂ حجر سے ظاہر ہے کہ بروج آسمان دنیا کے قریب ہیں، یہ مقصد نہیں کہ آسمان میں جڑے ہوئے ہیں، جیساکہ عرب کہتے ہیں: فلان مقیم فی المدینۃ او فی مکۃ۔ (فلاں مدینہ یا مکہ میں مقیم ہے) حالانکہ وہ مدینہ یا مکہ کے مضافات واطراف میں مقیم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "کہ میں نے آسمان دنیا کو ستاروں سے آراستہ کر دیا ہے۔" اس دعویٰ کا مؤید نہیں کہ ستارے آسمان سے ملصق و وابستہ ہیں جسطرح ایک انسان چھت کو بیش قیمت پردوں اور بجلی کے فانوسوں سے مزین کر دیتا ہے، اگرچہ زینتی سامان اور چھت کے درمیان فضا حائل ہو۔ سورۂ نوح کی آیت ۱۵، ۱۶ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شمس و قمر آسمانوں کے اندرون میں ہیں بلکہ اکثر مفسرین کے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ سورج و چاند دونوں کی روشنی آسمانوں میں ہیں اور ان دونوں کے اجرام و اجسام آسمانوں سے خارج ہیں۔

فلاسفہ متقدمین و ماہرین فلکیات کے اقوال قابل اعتماد و حجت نہیں وہ صرف تخمین اور ظن پر مبنی ہیں شرعی قواعد اور قطعی دلائل پر مبنی نہیں حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں سورۂ نوح کی آیت ۱۵، ۱۶ کے ذیل میں علماء افلاک کے اقوال نقل کئے ہیں اور پھر آخر میں یہ تنقیدی عبارت تحریر فرما دی ہے: ھذا ملخص مایقولونہ فی ھذا المقام علی اختلاف بینھم فی مواضع کثیرۃ لسنا بصدد بیانھا — ماہرین فلکیات نے اس مقام پر مختلف آراء بیان کئے ہیں، یہ ان کا خلاصہ ہے، آپس میں وہ مختلف ہیں ان کے باہمی اختلافات اور متضاد اقوال کو یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ان علماء افلاک کے پاس قطعی دلائل ہوتے تو وہ آپس میں مختلف نہ ہوتے۔ بالفرض اگر اتفاق بھی کر لیتے تو ان کا اتفاق بھی حجت نہیں۔ اجماع معصوم تو علماء اسلام کا اجماع ہے جن میں اجتہاد کے جملہ شروط موجود ہوں، جن کے بارے جناب نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دی ہے: "میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہیں گے۔" ظاہری دلائل اور اکثر اہل علم (جیساکہ علامہ نسفیؒ اور علامہ آلوسیؒ نے بیان کر دیا ہے) کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ستارے سورج چاند آسمان سے نیچے ہیں۔

ضبط و ترتیب : ادارۃ الحق

ستر کروڑ اعضاء سے بنا ہوا ایک جسم
جو کسی بھی نسلی، وطنی، علاقائی اور طبقاتی
تقسیم کا روادار نہیں

اسلام میں تجارت اور صنعت کی اہمیت

یہ تقریر ۳۰ اکتوبر کو اسلام آباد میں ایک صنعتی ادارہ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے ارشاد فرمائی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ انّما المؤمنون اخوۃ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔

محترم بزرگو! تقریر کرنے کا تو خیال نہ تھا، یہاں آکر احباب کی خواہش ہوئی کہ چند منٹ کچھ کہا جائے، میں نے آپ کے سامنے ایک آیت اور ۲ جملے حدیث کے بیان کئے، خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ دنیا بھر کے جتنے مسلمان ہیں سب کے سب آپس میں بھائی ہیں۔ انّما المؤمنون اخوۃ۔ بیشک تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ جو رشتہ ہے اسلام کا، وہ تمام نسبی رشتوں سے قوی تر ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام نسبی اور جسمانی رشتے منقطع ہو جائیں گے، مگر ایمان کا رشتہ قائم رہے گا، ارشاد ربانی ہے کہ اس دن باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے شوہر بیوی سے اور بھائی بھائی سے بھاگے گا۔

اس دن انسان اپنے بھائی، ماں باپ، بیوی اور اولاد سے بھاگے گا۔ ہر شخص قیامت کے دن حقوق

کا خیال کرتے ہوئے ایک دوسرے سے بھاگے گا۔ بیٹا اس لئے کہ کہیں مجھ پر باپ دعویٰ نہ کر بیٹھے کہ میری والدیت کے حقوق کیوں ادا نہ کئے۔؟ اور والد بیٹے بیٹی کو دیکھ کر چھپنے کی کوشش کرے گا کہ کہیں یہ میرے گلے نہ پڑ جائے کہ میرے اخلاق اور میرے دین کی تعلیم و تربیت کا لحاظ کیوں نہیں کیا۔

میرے ایک دوست ہیں جو انگریزی فیشن اور لباس میں رہتے ہیں۔ ایک دفعہ کہنے لگے کہ میں اپنے بچے کو مدرسہ حقانیہ میں داخل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا آپ کا اس حالت میں ہوتے ہوئے تو مذاق معلوم ہوتا ہے، کہا کہ نہیں میں تو قیامت کے دن اپنے باپ کے گلے پڑ جاؤں گا کہ یا اللہ میرے بارہ میں ان سے پوچھئے کہ انہوں نے پیدا ہوتے ہی مجھے نرسوں کی گود میں پالا پھر کنونٹ سکولوں میں رکھا اور پھر یورپ تعلیم کیلئے بھیجا، اب میں دین سے کورا ہوں، میرے باپ سے پوچھ ــــ تو مجھے بھی میرے بچوں کا گلے پڑ جانے کا خطرہ ہے، اس لئے چاہتا ہوں کہ انہیں دین سکھا کر اپنے آپ کو بچالوں ــــ حدیث میں آتا ہے :

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔ — تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک کو اسکی رعیت کے بارہ میں جواب دہی کرنی ہے۔

ماں باپ اولاد کے راعی ہیں، اسیطرح اولاد ہو، مزدور ہو، رعایا ہو، بیوی بچے ہوں، سب کے بارہ میں پوچھا جائے گا، تو قیامت کے دن حق تلفی کی سزا ملے گی اور حقوق کی ادائیگی کی کوتاہی کے خطرہ سے ایک دوسرے سے بھاگیں گے، مگر دینی رشتہ باقی رہے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب رشتے منقطع ہو جائیں گے، صرف میرے ساتھ جس کا رشتہ ہوگا وہ منقطع نہیں ہوگا، تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ سب مومن دنیا بھر کے جہاں کہیں بھی ہوں، بھائی بھائی ہیں اور حدیث میں ہے کہ ایک بھائی کو مناسب نہیں کہ دوسرے کو نقصان پہنچائے۔

المسلم اخو المسلم فلا یخونہ ولا یکذبہ ولا یخذلہ۔ — مسلمان مسلمان کا بھائی ہے پس وہ نہ اس سے خیانت کرتا ہے نہ جھوٹ بولتا اور نہ اُسے رسوا کرنا چاہتا ہے۔

کسی کو جائز نہیں کہ مسلمان بھائی کی اعانت نصرت اور اسکی خدمت کو چھوڑ دے یا اس کو ذلیل کرنے اور حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک جسد انسانی جیسے ہیں یہ ہمارا بدن ہے، اللہ نے اس کے نظام حیات اور حوائج پورا کرنے کیلئے کان، ناک، آنکھ، ہاتھ پاؤں دئے اور سب کا ایک حکم نہیں، درجہ و مرتبہ الگ الگ ہے، پاؤں سے ہم کانٹوں پر چلتے ہیں، زمین پر، مگر کیا آنکھوں سے بھی چل سکتے ہیں۔؟ ان کا کام تو دیکھنا اور دکھانا ہے اور بُرے بھلے کو معلوم کرنا ہے۔ یہ گھڑا ہے،